Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 1,Vol 5, January-March,2023

شمارہ ۱، جلد ۵، جنوری—مارچ، ۲۰۲۳

طلاق اور خلع کے واقعات کے سدباب میں معاشرے کے مختلف طبقات کا کردار ایک تحقیقی جائزہ

A research review on the role of different sections of society in preventing divorce and divorce

بشیر احمد[1]

Abstract:

Marriage in Islam is not only a means of wishful thinking, but when this relationship is established, it has a purpose of durability and eternity, but it is also recognized that it is natural to have disagreements and resentment in married life. It is a natural thing, but divorcing the wife as a result of this displeasure is an undesirable act, and the teachings of the Qur'an and Sunnah show that if differences and displeasure arise between husband and wife. So it should be resolved by sitting together and as much as possible, But if the relationship reaches the point of divorce and separation, what are the factors that can be used to reduce these incidents in the society, because every member of the society is responsible for the prevention and prevention of the causes of divorce and divorce. should be attracted, so that these incidents can be reduced as much as possible, therefore, in this article, the role of all members of the society in dealing with the incidents of divorce and divorce has been highlighted and at the same time, the possible measures have also bee mentioned. Helps in reducing causes and incident………………………

Keywords:

Divorce, Khula ,causes, responsibility , reducing

1۔ایم فل اسلامک اسٹڈیز، وفاقی اردو یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد basheeerahmad590@gmail.com

تمہید:

شریعت مطہرہ نے نکاح سے پہلے مرد اور عورت دونوں کیلئے واضح ہدایات بتلائی ہیں کہ پیغام نکاح کے وقت رفیق حیات کے انتخاب میں بڑے سوچ سمجھ سے کام لیں، تاکہ کہی معمولی غفلت، حب جاہ اور حب مال زندگی کی مزے کو خراب نہ کرے کیونکہ ظاہری حسن تھوڑی دیر کیلئے ہوتا ہے اور کچھ دنوں بعد پھر اس ڈھل جاتا ہے، اسی طرح مال بھی کوئی اعتباری چیز نہیں بلکہ کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے، اس لئے شریعت کے ہاں رفیق حیات میں بنیادی چیز جو دیکھنی کی ہوتی ہے وہ ہے اخلاق اور کردار، اور بہت ساری احادیث میں اس بات پر زور دی گیا ہے کہ اخلاق اور کردار ہی کو ترجیح دو اور اس کے علاوہ چیزیں ترجیحات میں شامل نہ کرو، ان تمام لوازمات کو اپنا کر ہی شادی کرنا چاہیے، لیکن اگر ان لوازمات کے بعد بھی شادی میں اختلافات پیدا ہو جائے اور ازدواجی زندگی اجیرن بن جائے اور دونوں کا ساتھ رہنا مشکل ہو جائے تو پھر شریعت نے دونوں کو حق دیا ہے کہ اس حق استعمال کر کے ایک دوسرے سے الگ ہو جائے اور مزید ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرے، کیونکہ اختلافات کی صورت اللہ کے حدود کو پامال کرنے کا خطرہ ہے اور اس خطرہ سے بچنے کیلئے طلاق یا خلع کا حق استعمال کرنا چاہیے۔

پاکستانی معاشرے میں طلاق اور خلع کے واقعات کی کثرت اور اسباب سے تقریبا سبھی واقف ہے، جو روزانہ ہمارے اخبارات اور میڈیا میں سامنے آتے رہتے ہیں، جس میں سب سے بڑی وجہ دین تعلیمات سے دوری ہے اور ایک دوسرے کی حقوق کی عدم ادائیگی ہے لیکن ان واقعات اور اسباب کے سد باب کیلئے معاشرے میں کس کا کیا کردار ہونا چاہیے ؟ اور اس کے سد باب کیلئے وہ کونسے عوامل ہے جس کو بروئے کار لا کر ہم معاشرے مین ان واقعات کو کم کر سکتے ہے، کیونکہ طلاق اور خلع کے اسباب کے سد باب اور روک تھام کیلئے معاشرے کے ہر فرد کو کشش کرنی چاہیے، تاکہ ان واقعات کو جتنا ہو سکیں کم کر سکیں، لہذا اس مضمون میں طلاق اور خلع کے واقعات کے سد باب میں معاشرے کے تمام افراد کا کردار اجاگر کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ وہ ممکنہ تدابیر بھی ذکر کی گئی ہے جو ان اسباب اور واقعات کو کم کرنے میں معاون ہے۔

﴿والدین کا کردار﴾

تعلیم و تربیت

بچوں کی تعلیم و تربیت والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے تعلیم و تربیت میں کوتاہی بچوں کی زندگی میں بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے جبکہ والدین کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہماری اولاد معاشرے میں کوئی نام پیدا کریں وہ معاشرے میں ایک بہترین فرد کی حیثیت سے کام کرے اور ان کی طرف کوئی انگلی نہ اٹھائے۔ کوئی بھی والدین یہ نہیں چاہتے کہ ان کے بچے معاشرے میں ناکام ثابت ہو لہذا والدین اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دے اور اس کے لیے کوئی کاص قسم کی محنت نہین چاہیے بلکہ بہت ہی آسان طریقہ ہے کہ ان کو ادب سکھلائے ان کو اچھی عادات کا خوگر بنائیں، برے عادات سے ان کو منع کریں، خاص کر بری مجلسوں سے روکے تو اس طریقہ بچوں کی تربیت ہوتی رہے گی، کیونکہ بچے ہی اصل میں مستقبل کے معمار ہے۔

بچوں کی دینی تعلیم تربیت

تعلیم و تربیت تو والدین کی ذمہ داری ہے مگر تعلیم و تربیت سے اکثر لوگ صرف سکول کالج کی تعلیم مراد لیتے ہے حالانکہ آج کل کی موجودہ تعلیم صرف پیسا کمانے کا ہنر ہے اصل تعلیم تو دینی تعلیم ہے جو انسان کو انسانیت سکھا دیتی ہے اور ایک شعور عطا کر دیتی ہے، اس طرح کی تعلیم والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ اس صرف بات پر اکتفاء کر کے مت بیٹھ جانا کہ بس میری نجات ہو جائے اور میں آگ سے بچ جاؤ، بلکہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچانا ضروری ہے، لیکن آج ہمارے معاشرے میں آدمی خود تو بڑا دیندار ہوتا ہے، لیکن وہ اپنے

بچوں اور گھر والوں کی تربیت اور اصلاح سے غافل ہوتا ہے، اور آج کل عموماً ہمارے معاشرے میں نظر آتا ہے کہ باپ تو بہت دیندار ہے، ہر قسم کی فرائض اور واجبات کا اھتمام کر رہا ہے صدقات اور خیرات میں آگے ہیے، تھجد گزار ہے وغیرہ، لیکن اگر ان کے اولاد کا حال دیکھا جائے ایا اس کے بیوی کا حال دیکھا جائے تو ان کے عملی زندگی میں کافی کمزوری نظر آتی ہے، حالانکہ یہ شخص اس بات پر مطمئن ہے کہ میں خود ٹھیک ہو خود نیک ہو، تھجد گزار ہو وغیرہ لیکن اولاد کی کوئی فکر نہیں ان کی اصلاح وتربیت کی طرف کوئی توجہ نہین۔

حالانکہ جس طریقے سے انسان کو خود آگ سے بچنے کی کوشش کرنی ہے اسی طریقے سے اوالد اور گھر کی فکر بھی ضروری ہے انسان جس طرح خود آگ سے بچنا چاہتا ہے اسی طرح اوالد کو آگ مین گرنا نہین پسند کرتا، جبکہ قرآن تو ہمیں یہ کہہ رہا ہے کہ جس طرح خود آگ سے بچنا ہے اسی طرح اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچاو، تو اہل وعیال کو آگ سے بچانے کی ایک ہی واحد حل یہی ہے کہ اولاد کی دینی تربیت ہو اور جس گناہ میں وہ مبتلا ہو اس سے منع کرنا ہو اور حتی الامکان اس کو نیک کام کی طرف بلاتے رہنا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم دلوانا بھی وقت کی ضرورت ہے مگر صرف اس بات پر اکتفاء نہ کریں کہ بچے کو اچھے سکول میں داخل کرادیا بلکہ مکمل نگرانی اور چیک اینڈ بیلنس رکھنا بھی بہت ضروری ہے اسی طرح اس کی باہر کی مجلس پر بھی نظر رکھیں اس کے موبائل کے استعمال پر پابندی ہو اور اگر استعمال کرنا بھی ہو تو اس کو حدود اور قیود کے مطابق استعمال کریں کیونکہ بچوں کی دینی تربیت وتعلیم بھی والدین کی بنیادی ذمہ داری ہے تاکہ ان کو اسلامی تعلیمات شروع ہی سے ذھن نشین کرایا جائے کیونکہ جب والدین اپنے بچوں کو بچپن سے دینی تعلیم سے آراستہ کرلیتے ہیں تو پھر ان کی زندگی کے تمام مراحل احسن طریقے سے طے ہوتے ہیں۔

کفوء میں شادی

تعلیم وتربیت کے علاوہ والدین کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بچوں کی اچھی جگہ پر شادی کی جائے اور ان کے رشتہ میں ان اصولوں کو مدنظر رکھا جائے جو شریعت مطہرہ نے بتلایا ہے اور ان اصولوں میں سے ایک اصل کفوء میں شادی کرنا ہے، اگر والدین کفوء میں شادی کو ترجیح دینگے تو عموماً ایسے رشتے پائیدار ہوتے ہیں اور ایسے زوجین کی زندگی خوشگوار رہتی ہے، کفؤ کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا چار چیزوں میں لڑکی ہم پلہ ہو اور اس سے کم نہ ہو ایک نسب دوسرا دین داری تیسرا مال چوتھا پیشہ، اس کی مزید تفصیل اور شرائط شروع میں "اسباب طلاق" کے بحث مین گزر چکی ہے، وہاں ملاحظہ ہوسکتی ہے۔

البتہ اگر والد یا ولی لڑکی کا نکاح خود پڑھوائیں یا غیر کفوء میں شادی پر رضامندی کا اظہار کردے تو پھر نکاح درست ہے۔

رشتہ نکاح میں لڑکا لڑکی کی رضامندی

عاقل بالغ لڑکے اور لڑکی پر نکاح کے معاملہ میں جبر اور زبردستی کرنا درست نہیں، والدین کو چاہیے کہ نکاح کے معاملہ میں اپنے بچوں کی پسند کی رعایت کریں، اور ان سے رشتہ نکاح کے حوالے سے مشورہ کرے، تاکہ آئندہ کی زندگی میں کوئی خاطر خواہ فیصلہ کیا جاسکے، بسا اوقات عموماً والدین جذبات میں آکر لڑکا اور لڑکی کے بارے میں ان کی رضامندی کے بغیر فیصلہ کردیتے ہے جو بعد میں پریشانی کا سبب بن جاتا ہے، لہذا اس معاملہ میں خوب غور وفکر اور مشورہ سے فیصلہ کرنا چاہیے۔

شادی کے بعد والدین کا بے جا مداخلت

ہمارے معاشرے میں طلاق اور خلع کی وجوہات میں سے ایک بات یہ سامنے آتی ہے کہ شادی کے بعد عموماً والدین بچوں کی زندگی میں بے جا مداخلت شروع کردیتے ہے، لڑکی کے والدین ہر وقت گھر آکر لڑکی کو ورغلاتی ہے اسی طرح ان کو طرح طرح کے مطالبات پر ابھارتی رہتی

ہیں اور اکثر لڑکے کے والدین بھی لڑکی کو بے جا تنگ کرتے رہتے ہیں اور اپنے بچے کو لڑکی کے بارے میں برانگیختہ کرتے رہتے ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپس میں لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہے اور آخر کار طلاق یا خلع کی نوبت آجاتی ہے، لہذا والدین کو چاہیے کو کہ شادی کے بعد لڑکا لڑکی کی زندگی میں بے جا مداخلت نہ کرے ہاں جہاں ضروری تربیت اور تنبیہ کی ضرورت ہو وہاں ان کی اصلاح کی جائے۔

الگ رہائش کا انتظام

اگر شادی کے بعد گھر میں حالات ٹھیک نہ ہوتا اور بیوی میں اتنا حوصلہ نہ ہو کہ ان حالات میں صبر سے کام لیں، تو شوہر پر لازم ہے بیوی کو الگ مکان کا انتظام کریں، کیونکہ الگ انتظام شوہر کے ذمہ ہے، لیکن اس میں شوہر کی استطاعت کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے اور اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ ایسا بھی نہ ہو فوراً اس کا مطالبہ شروع کریں اور شوہر کو تنگ کریں، بلکہ شروع مُن اگر مشترکہ گھر میں الگ کمرے کا انتظام ہو سکتا ہے تو وہ کرے تاکہ اختلافات حتی الامکان کم ہو سکیں اور اس طرح کچن اور بیت الخلاء بھی الگ ہو تاکہ بیوی کو مکمل یکسوئی حاصل ہو اور کسی کا اس میں دخل نہ ہو کیونکہ عموی طور اس طرح لڑائی جھگڑے طلاق اور خلع کا سبب بن جاتے ہیں، اس لئے شروع سے ہی الگ مکان کا انتظام کرنا چاہیے، تاکہ طلاق اور خلع کی نوبت ہی نہ آئے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"تجب السكني لها عليه في بيت خال عن اهله و اهلها الا ان تختار ذلك كذا في العينين شرح الكنز."[2]

"عورت کیلئے سکنی واجب ہے ایسے گھر میں جس میں کوئی اور اہل وعیال نہ ہو، ہاں اگر وہ خود ایسے گھر کو اختیار کرے۔"

یعنی اس کو ایسا گھر دیا جائے جس میں کسی کی بھی مداخلت نہ ہو اور وہ اس میں سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں، البتہ اگر وہ اس میں خوشی رہنا پسند کریں اور اس پر راضی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ اس کی مزید تفصیل بھی پہلے گزر چکی ہے۔

﴿زوجین کا کردار﴾

طلاق اور خلع کے واقعات کو کم کرنے میں زوجین کا بھی بڑا عمل دخل اور کردار ہے، بشرطیکہ ان اصولوں اور احکام پر عمل درآمد کیا جائے جو اصول شریعت مطہرہ نے زوجین سے متعلق عطا فرمائی ہیں۔ ذیل میں ان اصول کو ذکر کیا جاتا ہے:

1۔۔اسلامی تعلیمات پر عمل دار آمد

نکاح ہو جانے کے بعد لڑکا اور لڑکی میاں بیوی بن جاتے ہیں اور بہر سارے حقوق ان دونوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اگر ان حقوق کا خیار کھا جائے گا تو معاملات صحیح سمت میں چلیں گے ورنہ پھر ازدواجی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، اگر ان حقوق کی ادائیگی ہو جائے تو طلاق اور خلع کے واقعات کو دبخود کم ہو جائینگے کیونکہ اسلام ہمیں مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے، کس کے زندگی سے اسلامی تعلیمات نکل جاتے ہے تو ان کے زندگی اجیرن بن جاتی ہے اس میں حیوانیت آتی ہے اور پورا ے دین کا خلاصہ بھی دو چیزیں ہیں ایک دائے حقوق اور دوسرا حفظ حدود، یعنی حقوق کی ادائیگی اور اللہ کے مقرر کردہ حدود کی رعایت اگر زندگی سے یہ نکل جائے تو پھر مسائل پیدا ہو جاتے ہیں لہذا میاں بیوی کی ذمہ داری ہے کہ شریعت کی طرف سے واجب شدہ حقوق کی رعایت کریں اور دونوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہونا ختم کریں یہ ایک ازدواجی زندگی ہے اس میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے

1۔ مجمع علماء ھند، الفتاوی الھندیہ، کتاب الطلاق، باب النفقات، دار الفکر، بیروت، لبنان ،2001ص: ج۱، ص۵۷۸

اختلافات آتے رہتے ہیں، لیکن اختلافات کو ہوا دینے کے بجائے اس کو ختم کرنا ہے، اور آپس میں پیار محبت اور خوف خدا کے مطابق زندگی گزاریں اور ہر ایسے کام سے اجتناب کریں جو زوجین کے درمیان نفرت پیدا کرنی والی ہو

شوہر کو اللہ رب العزت نے خطاب کر کے قرآنِ کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا"﴾[3]

"ترجمہ: اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کرو، اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔"

قرآن پاک مردوں کو حکم کرتا ہے کہ بیویوں سے اچھا سلوک کریں اور یہ سوچے کہ اس نے تمھیں کوئی تکلیف دی ہے یا اس سے تمھیں کوئی مسئلہ ہے یا اس کی کوئی ادا تمھیں پسند نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی ادا تمھیں پسند نہ ہو لیکن اللہ نے اس میں تمھارے لئے خیر رکھی ہے کینوکہ انسان اپنی خیر اور شر نہین سمھتا ہے لہذا کوشش کریں کہ حتی الامکان خوش اسلوب کے ساتھ زندگی گزاریں اور معمولی اختلافات کی وجہ سے زندگی برباد نہ کریں۔

بہترین وہ نہیں کہ وہ مسجد میں اچھا ہو وہ معاشرے میں اچھا ہو یا لوگوں کے سامنے اچھا ہو بلکہ بہترین وہ ہے جو اپنے بیوی کیلئے اچھا ہے ایک شخص باہر تو حاجی بھی ہے اور نمازی بھی ہے اور نیک بھی ہے لوگ اس کو بڑا پرہیزگار سمجھتے ہیں لیکن جب وہ گھر آتا ہے تو اس سے اس کی بیوی تنگ اس کے بچے تنگ، تو اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اچھائی یہ ہے کہ تمھیں اپنے بیویوں کیلئے اچھے ہو اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اپنی بیویوں کیلئے اچھا ہو۔

اسی طرح بیوی کیلئے بھی مختلف ہدایات اور ذمہ داری اسلام نے بتلائی ہے کوشش کریں کہ اس پر عمل کریں اور معمولی باتوں پر اپنا گھر برباد نہ کریں

حدیث مبارک میں ہے:

(("لو كنت آمر أحداً أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها"))[4]

"ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو یہ حکم کر سکتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے تو میں یقیناً عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔"

غیر اللہ کو تو سجدہ جائز نہیں لیکن اگر بالفرض محال جائز ہوتا تو بیوی کو حکم ہوتا کہ شوہر کو سجدہ کرے یا کمال اطاعت اور ادب کی طرف اشارہ ہے کہ بیوی کو اپنے شوہر کی مکمل تابعدار ہونا چاہیے اس کے حقوق بہیت زیادہ ہے کسی وجہ سے اس کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے اور اچھائیوں کی طرف نظر کرنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ بیوی بھی اپنی طرف سے حس سلوک کے ساتھ پیش آنے کی کوشش کریں اور ایسی نفرت والی بات آپس میں نہ آنے دے جو آپس کی اختلافات کا باعث بنے، بلکہ عورت کو شوہر کا مزاج شناس ہونا چاہیے جب بھی شوہر گھر میں آئے تو فوراً اس کے طبیعت دیکھ کر اس سے اندازہ لگائے کہ اس وقت شوہر کی ضرورت کیا ہے اور اس کو کیا چاہیے۔

گھر میں رہتے ہوئے بیوی کو اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگار کے ساتھ رہنا چاہیے اور ہر ایسی حالت سے اجتناب کرنا چاہیے جو شوہر کو ناپسند ہو، کپڑوں کا بالوں کو خاص خیال رکھنا چاہیے۔ اسی طرح عورت کو قناعت پسند ہونا چاہیے ہر چیز کا مطالبہ شوہر سے نہ کرے بلکہ حتی الامکان اپنے مطالبات کو کم رکھیں اور شوہر کی رضا پر اپنی رجا قربان رکھیں، اپنے مقابلے میں شوہر اور دوسرے خاندان کے ضروریات کو مقدم رکھیں۔

1۔ سورہ نساء: 19:5

2۔ سنن الترمذی، ترمذی، باب حق المراۃ علی زوجھا، حدیث نمبر ۱۱۱۹

اسی طرح شوہر بھی اپنے بیوی کا ہر قسم کا حق ادا کرے کسی بھی حق میں کوتاہی نہ کرے اور کوشش کریں کہ اپنے بیوی کے ضروریات کا خود ادراک کریں اگر بیوی مطالبہ نہ بھی کریں تب بھی اس کو ادا کرنے کی کوشش کریں اپنے استطاعت کے مطابق جتنا خرچہ ہو سکتا ہے کرتے رہنا چاہیے، کوینکہ بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

اگر مذکورہ تعلیمات اور باتوں پر عمل کیا جائے تو حتی الامکان ہمارے معاشرے میں طلاق اور خلع کی شرح میں کمی ہو سکتی ہے، لیکن المیہ یہ ہے کہ ان تعلیمات کا یا تو پتہ نہیں اگر پتہ ہے تو پھر عمل نہیں جس کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق اور خلع کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

2۔گھریلوں مسائل کو گھر میں ختم کرنا

گھریلوں لڑائی جھگڑے اور طلاق اور خلع کے واقعات میں کمی کے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ شادی کے بعد بہت کم ایسے گھر ہونگے جو لڑائی جھگڑے سے پاک ہونگے تھوڑی بہت چوں چراں ہر گھر میں ہوتی رہتی ہے، لیکن یہ معمولی جھگڑے اس وقت خطرناک ہو جاتے ہے جب گھریلوں لڑائی جھگڑے گھر کے چار دیواری سے نکل کر معاشرے میں یا عدالتوں میں پہنچ جاتے ہیں، چنانچہ جب گھریلوں مسائل اور لڑائی جھگڑے گھر سے باہر نکل جاتے ہیں اور اس میں کوئی اور شامل ہو جاتا ہے خواہ لڑکی کی طرف سے ہو یا لڑکے کی طرف سے، یا کوئی دونوں میں سے اپنا مسئلہ عدالت یا پنچائیت میں لیجاتا ہے تو بسا اوقات مسائل حل ہونے کے بجائے مزید بگڑ جاتے ہے اور پھر طلاق یا خلع کی نوبت آجاتی ہے، لہذا اگر کسی گھر میں تھوڑی بہت لڑائی جھگڑا پیدا بھی ہو جائے یا زوجین میں باہمی اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو آسان اور شرعی طریقہ یہی ہے کہ اس کو حتی الامکان گھر ہی میں حل کیا جائے اور اس کو گھر سے باہر نہ جانے دے۔

3۔خوبیوں پر نظر رکھیں اور خامیوں کو نظر انداز کریں

گھریلوں مسائل اور اختلافات کی بنیادی وجہ آپس میں ایک دوسرے کی بات کو برداشت نہ کرنا ہوتا ہے حالانکہ برداشت اور صبر سے کام لینا ایک خوشگوار زندگی کا ضامن ہے، اسی طرح اگر گھر میں بسا اوقات شوہر کو بیوی کی بات پر ناراضگی ہو جائے یا بیوی کو شوہر کی کوئی بات اچھی نہ لگے تو اس کا بہترین حل یہ ہے کہ دونوں کو ایسے موقع پر اچھائیاں یاد رکھنا چاہیے کہ فلاں فلاں موقع پر میرے ساتھ حسن سلوک اور اچھا کیا تھا اور جو وقتی ناراضگی اور خامی ہوتی ہے اس کو نظر انداز کرنا چاہیے تا کہ گھر اجڑنے سے بچ جائے، عموماً گھریلوں اختلافات اس وقت حد سے بڑھ جاتے ہیں کہ جب میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی صرف خوبیوں کی تلاش میں ہوتے ہیں اور خامیوں کو برداشت نہ کرنے کا عزم کیا ہوتا ہے، حالانکہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا:

"وأن تحب للناس ما تحب لنفسك وتكره لهم ما تكره لنفسك"[5]

"اور لوگوں کیلئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کیلئے وہ ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔"

یعنی لوگوں کیلئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرو، اگر اس حدیث پر عمل کیا جائے تو تمام مسائل حل ہو جائنگے کیونکہ عموماً میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنی پسند کی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن دوسرے کے پسند کو بالکل نظر انداز کرتے رہتے ہیں، مثلاً شوہر بیوی سے ہر کام جلدی سے سرانجام کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، جبکہ بیوی کو ان کا حق جلدی دینے میں کوتاہی کرتا ہے اس طرح بسا اوقات بیوی اپنا حق وصول کرنے میں جلد بازی کرتی ہے مگر شوہر کا حق دینے میں کوتاہی کرتی ہے، لہذا جو چیز اپنے لئے پسند کیا جاتا ہے وہی دوسرے کیلئے بھی پسند کیا جائے اسی طرح جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو وہ دوسرے کیلئے بھی ناپسند ہونا چاہیے تا کہ معاملہ میں اعتدال قائم رہے۔

1۔ مشکاۃ المصابیح، کتاب الزھد حدیث نمبر 784

4۔۔بیوی کو سمجھانے اور تربیت کرنے میں غلطی کرنا

میاں بیوی کا ایک دوسرے کیلئے راحت اور تسکین کا ذریعہ ہے، لہذا ایک دوسرے میں جہاں غلط بات دیکھیں گے، اس کی اصلاح کرنا دونوں کی ذمہ داری ہے، لیکن بسا اوقات اس اصلاح میں غلطی سے حالات مزید بگڑ جاتی ہے، حالانکہ مقصد اصلاح اور سمجھانا ہوتا ہے مگر اصلاح کا طریقہ کار درست نہیں ہوتا اور عموماً یہ معاملہ شوہر کی طرف سے پیش آتا ہے کہ بسا اوقات جب شوہر بیوی کو کسی بات پر ٹوکتا ہے یا سمجھاتا ہے تو سمجھانے میں وہ ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے کہ بیوی کو ناگوار گزرتا ہے، حالانکہ شوہر کی نیت صرف سمجھانا ہوتا ہے مگر طریقہ کار غلط ہونے کی وجہ معاملہ مزید خراب ہو جاتا ہے، مثلاً اگر کبھی بیوی سے کوئی غلطی ہو جائے اور شوہر کو پتہ چل جائے تو شوہر جگہ اور ماحول کی رعایت رکھے بغیر بیوی کو ڈانٹنا اور سمجھانا شروع کر دیتا ہے حالانکہ بیوی اکیلے میں بات کو اچھی طرح سمجھتی ہے اگر ان کو گھر والوں کے سامنے ڈانٹا جائے تو اس کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور وہ اس بات کو دلیل بنا کر مزید بگڑنا شروع کر دیتی ہے اور اختلافات میں شدت لیکر آتی ہے، جو عموماً غلط رخ اختیار کر دیتی ہے۔

﴿علماء کرام کا کردار﴾

طلاق اور خلع کے سد باب میں جس طرح زوجین اور والدین کا کردار اہمیت کا حامل ہیں اسی طرح علماء کرام کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ عوام الناس کا علماء کیساتھ اپنے شرعی معاملات میں مکمل رابطہ رہتا ہے، حتی کہ طلاق دینے کے بعد بھی علماء کرام سے رابطہ کر کے اپنے مسئلہ سے متعلق فتوی طلب کیا جاتا ہے اور اپنے متعلقہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہذا علماء کرام کا طلاق اور خلع کے واقعات کے سد باب میں اہم کردار ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

منبر و محراب سے زوجین کے آپس کے حقوق کی ادائیگی پر زور

علماء کرام کا طلاق کی روک تام میں کردار اس حوالے سے اہمیت کا حامل ہے کیونکہ علماء کرام اپنے منبر و محراب سے معاشرے کے بہت سے مسائل کو اجاگر کرتے ہیں، لہذا اگر علماء کرام اپنے وعظ اور بیانات میں زوجین کے حقوق کو خصوصی توجہ دیں اور اس کو بار بار بیان کرے، اسی طرح والدین کے حقوق اور اہمیت کو بیان کرے تاکہ لوگوں کے ذھنوں میں یہ بات راسخ ہو جائے اور اس طریقے سے ایک صالح اور پائیدار معاشرہ کی تشکیل ہو سکیں۔

گھروں میں تربیتی نشست کا اھتمام

علماء کرام اگر زوجین کی باہمی تعلق اور حقوق کو مساجد میں بیان کرینگے تو اس کو براہ راست صرف مرد ہی سنتے ہیں اور اکثر لوگ ان تعلیمات کو اپنے گھر میں بیان نہیں کرتے، بلکہ خود سنتے ہے یا تو عمل کرتے ہے یا نہیں، لیکن دوسروں تک پہنچانے کی کوشش نہیں کرتے، لہذا علماء کرام کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف گھروں میں تربیتی نشست اور دروس کا اھتمام کریں تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ خواتین شریک ہو اور ان کو حقوق زوجین اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے تاکہ گھریلوں خواتین تک براہ راست بات پہنچ جائے اور اگر ان کا کوئی اس حوالے سے اشکال ہو تو اس کو بھی بروقت دور کیا جائے۔

بچوں کی تربیتی نشستیں

جمعہ کے خطاب کے علاوہ بسا اوقات علماء کرام کو کسی بھی جگہ پر محلہ کی بچوں کیلئے تربیتی نشستیں یا کورسز کرایا جائے تاکہ بچوں کی بچپن سے اصلاح و تربیت ہو جائے اور اور آگے جا کر وہ ایک روشن اور تعمیری معاشرے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

لڑائی جھگڑے کی صورت میں صلح وصفائی

گھروں میں لڑائی جھگڑے ہونا کوئی نئی بات نہیں، معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے ہو جاتے ہے، مگر لڑائی جھگڑوں کو طول دینا شریعت کے منشاء کے خلاف ہے، علماء کرام اس حوالے سے بھی کردار ادا کر سکتے ہے کہ وہ ایسے گھرانوں کا اپنے ارد گرد پتہ کرے اور پھر ان کے پاس جا کر ان کے مسائل کو حل شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرے اور آئندہ کیلئے ان کو ایسا لائحہ عمل دے تاکہ ان کی زندگی خوشگوار طریقہ سے گزرے۔

مختلف لٹریچر اور کتابچے لکھنا اور تقسیم کرنا

علماء کرام کا معاشرے کی اصلاح ایک کردار یہ بھی ہے کہ وہ مختلف لٹریچر اور کتابچے تحریر کرے اور اس کو شائع کر کے معاشرے میں تقسیم کرے، جس میں معاشرتی مسائل اور حقوق کو اجاگر کیا گیا ہو، کیونکہ وہ لوگ جو کسی بھی وجہ سے براہ راست وعظ ونصیحت میں شریک نہیں ہوتے وہ لوگ کتابچوں اور لٹریچر سے فائدہ اٹھائے، معاشرے میں اس کی اہمیت زیادہ ہے، جیسا کہ بندہ نے اسی سلسلے میں ایک دو تحریریں مرتب کی ہے ایک نوجوانوں کیلئے اور ایک خواتین کیلئے، جس سے بھی کافی لوگ ابھی تک فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔

﴿وکلاء اور عدالت کا کردار﴾

جس طرح طلاق اور خلع کی روک تام میں علماء کرام کا ایک اہم کردار ہے بالکل اسی طرح وکلاء برادری اور عدالت کا بھی اہم اور نمایاں کردار ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

طلاقنامہ اور اسٹامپ پیپر کی اصلاح

وکلاء حضرات اور عدالت میں بیٹھے لوگ طلاق کی شرح کم کرنے میں بہت اہم رول ادا کر سکتے ہے، خصوصاً جب ان کے پاس اکثر اوقات لوگ آتے ہیں اور طلاق نامہ لکھوانے کو کہتے ہیں تو ان کے پاس پہلے سے موجود طلاق ثلاثہ والا طلاقنامہ بنا ہوا ہوتا ہے جس کی وجہ سے بعد میں رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، لہذا سب سے پہلے کام تو وکلاء اور دیگر حضرات یہ کرے کہ ان اسٹامپ پیپر یا طلاقنامہ کی اصلاح کرے اس میں ایک طلاق یا دو طلاق لکھا کرے اگر کوئی شخص جذباتی طور پر تین طلاق لکھنے پر اصرار کرے تو اس کو سمجھائے کہ ایک طلاق لکھ کر بھیج دیا جائے گا اگر اس کے بعد بھی حالات نہیں سدھرتے اور تین مہینے تک رجوع نہیں ہوا تو پھر یہ طلاق خود بخود طلاق بائن ہو کر نکاح ختم ہو جائے گا، جس کے بعد بھی شوہر کے پاس تجدید نکاح کا آپشن موجود ہوگا، لہذا کسی نہ کسی طریقہ سے اس کے جذبات کو ٹھنڈا کیا جائے اور حتی الامکان طلاق میں گنجائش کا آپشن باقی رکھا جائے تاکہ کل اگر زوجین اپنے غلطیوں کا اعتراف کر کے آپس میں دوبارہ رہنا چاہیے تو ان کے پاس گنجائش موجود ہو۔ کیونکہ آئے روز دارالافتاء میں یہ مسائل کثرت سے پیش آتے رہتے ہیں کہ میں وکیل صاحب کے پاس گیا اور میں نے اس سے طلاق نامہ لکھنے کا کہا اس نے تین طلاق والا طلاقنامہ لکھ دیا اور میں نے اس پر دستخط کر دیئے، حالانکہ میں نے اس کو تین کا نہیں کہا تھا، تو مفتیان کرام کی طرف سے یہی فتوی دیا جاتا ہے کہ اس صورت میں طلاق واقع ہو چکی ہے کیونکہ اس پر دستخط موجود ہے۔ لہذا وکلاء حضرات اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔

زوجین کی اصلاح کی کوشش

وکلاء حضرات کی ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ وہ حتی الامکان کیس آگے لیجانے کے بجائے حل کرے اور زوجین کے درمیان مصالحت کیلئے کردار ادا کرے تاکہ ان کا رشتہ ٹوٹنے سے بچ جاے، بلکہ ایک دوست وکیل نے مجھے بتایا کہ ہمارے پاس جب کوئی عورت خلع کا کیس لیکر آتی ہے تو ہم اس کو واپس کرتے ہے، لیکن جب وہ تیسری دفعہ پھر آتی ہے اور اصرار کرتی ہے مجھے شوہر سے خلع ہی لینا ہے تو اس کا کیس دائر کیا

جاتاہے، لہذا اگر تمام وکلاء اس طریقہ کار پر عمل کرے کہ پہلی دفعہ میں کیس دائر نہ کرے بلکہ تیسری دفعہ تک انتظار کرے تو اس طریقہ سے طلاق اور خلع کے واقعات میں حتی الامکان کمی واقع ہو جائے گی۔

3۔عدالت کی طرف صلح کی کوشش، خلع اور تفریق کی حوصلہ شکنی

وکلاء حضرات کے پاس کیس جب داخل ہو جاتا ہے تو پھر اس کو عدالت کے ذریعہ سے حل کرایا جاتا ہے اور عدالت اور وہاں پر موجود جج صاحبان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ کسی طریقہ سے زوجین کے درمیان مصالحت کرے، وکیل دوست نے بتایا کہ آج کل قانونی طور پر پہلے عدالت ان کو صلح کرنے کا کہتی ہے اور زوجین کو الگ کمرہ میں بٹھا کر صلح کی کوشش کی جاتی ہے اگر اس کے باجود زوجین صلح پر آمادہ نہ ہو بلکہ طلاق یا خلع پر اصرار کرے تو عدالت فیصلہ کرتی ہے، یہ طریقہ کار بھی طلاق اور خلع کے واقعات میں کمی کا سبب بن سکتی ہے، لیکن یہ صورت تب ممکن ہے جب زوجین دونوں عدالت میں حاضر ہو اور ان کو الگ بٹھا کر صلح کی کوشش کیجائے، لیکن عموماً جب عورت خلع کا کیس دائر کرتی ہے تو شوہر عدالت میں حاضر نہیں ہوتا اور اس کے کئی وجوہات ہو سکتے ہیں، ایک وکیل دوست نے بتایا کہ اس صورت میں عدالت شوہر کے متعلقہ یونین کونسل پر خط بھیج کر یونین کونسل والوں کو شوہر اور بیوی کے درمیان مصالحت کیلئے اختیارات دے سکتی ہے اور بعض جج صاحبان اس طرح کرتے بھی ہے، لیکن اگر اس طرح کی کوشش تمام جج صاحبان کرے تو قریب ہے کہ طلق اور خلع کے واقعات کم ہو جائے اور زوجین کی زندگی ٹوٹنے سے بچ جائے۔

﴿صحافی برادری اور میڈیا کا کردار﴾

صحافی حضرات کا طلاق اور خلع کی شرح کم کرنے میں کردار

معاشرے کے مختلف طبقات کی طرح میڈیا سے وابسطہ صحافی حضرات کا بھی معاشرے میں طلاق اور خلع کی شرح میں کم کرنے میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں، مثلاً صحافی حضرات ایسے پروگرام منعقد کرے جس میں گھریلوں محبت اجاگر ہو اور زوجین کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرنے والے اعمال کو اجاگر کرے اور ایسے پروگراموں سے قطعاً اجتناب کرے جو کسی بھی حوالے سے گھریلوں زندگی کیلئے خطرناک ہو، اسی طرح رمضان ٹرانسمشن میں کوشش کرے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں معاشرتی زندگی کے مثبت پہلو پر بحث کرے اور اس کیلئے ماہر علماء کرام کی خدمات حاصل کرے اور ازواج مطہرات، صحابیات کی زندگی پر روشنی ڈالیں تا کہ لوگوں تک ان کی زندگی کے سنہرے اصول پہنچ جائے کیونکہ وہ لوگ ہمارے لئے رول ماڈل ہیں۔

اسی طرح صحافی حضرات اپنے قلم کے ذریعہ بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں وہ اس طرح کہ اخبارات اور رسائل میں معاشرتی زندگی کے حقیقی پہلو پر مضامین لکھیں زوجین کے حقوق اور اولاد کے حقوق کو بیان کرے تا کہ معاشرے میں ایک تعمیری سوچ اجاگر ہو اور ہر قسم کی منفی سوچ کا قلع قمع ہو۔

میڈیا کا طلاق اور خلع کی شرح کو کم کرنے میں کردار

جس طریقہ سے طلاق اور خلع کی شرح میں اضافہ کے اسباب میں سے ایک اہم سبب میڈیا ہے اسی طرح ان واقعات کو کم کرنے میں بھی میڈیا کا بہت اہم کردار ہے، مثلاً میڈیا پر ایسے پروگرام پیش کیے جائے جو زوجین کی آپس میں الفت اور محبت کو بڑھانے والی ہو اسی طرح ان ڈراموں کو پیش کرنے سے گریز کیا جائے جس میں میاں بیوی کے لڑائی جھگڑے کو دکھایا گیا ہو، بلکہ خاص کر ان حصوں کو تو بالکل نہ دکھایا جائے جس میں کسی بھی سبب سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو، کیونکہ گھر میں موجود عورت جب اس ڈرامے کو دیکھتی ہے تو اس کے ذھن میں بھی اس طرح کے خیالات پیدا ہو جاتے ہے اور پھر وہ بھی بہانہ بنا کر شوہر سے طلاق اور خلع کا مطالبہ کرتی ہے، بلکہ میڈیا کے ذریعہ مثبت پروگرام کو ہی دکھایا جانا چاہیے اور زوجین کے حقوق اور آداب کو اجاگر کرنا چاہیے۔

طلاق اور خلع کے واقعات کے سد باب میں حکومت اور ریاست کا کردار

طلاق اور خلع کے واقعات کے سد باب میں جس طریقہ سے زوجین والدین اور معاشرے کے دیگر افراد کا کردار نمایاں ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن اگر افراد کیساتھ حکومت کا تعاون شامل حال نہ ہو تو پھر افراد اپنے کردار کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کر سکتے، لہذا طلاق اور خلع کے واقعات کے سد باب میں حکومت کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے، اس فصل میں حکومت اور ریاست کا اس حوالے سے جو ذمہ داری اور کردار ہو سکتا ہے اس کو بیان کیا گیا ہے۔

طلاق کیلئے موثر قانون سازی

حکومت طلاق اور خلع کی شرح کو کم کرنے میں موثر کردار ادا کر سکتی ہے، جس کیلئے سب سے پہلے حکومت پارلیمنٹ کے ذریعے ایسا موثر قانون سازی کرے کہ جو بھی بلا وجہ طلاق دے گا اس کو سزا ہو گی، اسی طرح جو عورت بھی بلا وجہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرے اس پر بھی سزا کا اطلاق ہو گا۔ حال ہی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت کو طلاق سے متعلق ایک سفارش پیش کی تھی جس میں لکھا گیا تھا کہ جو بھی شخص اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاق دے گا، تو شریعت کی رو سے تو ایسا شخص گناہ گار ہے مگر قانون بھی ایسے شخص کو سزا دے تاکہ آئندہ کیلئے کوئی ایسا حرکت نہ کرے اور طلاق کو ایک کھیل نہ سمجھا جائے، لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کا کام صرف سفارشات کا ہے، عملدرآمد حکومت کا کام ہے، لہذا ریاست اور حکومت کو اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اس کیلئے کوئی بھی قانون سازی کرنا چاہیے تاکہ معاشرے میں اس بڑھتی ہوئی شرح کو روکا جا سکے۔

دوسری شادی کیلئے بنائے گئے قانون کو ختم کرنا

حکومت نے حال ہی میں ایک قانون بنایا تھا، جس کا متن یہ تھا کہ دوسری شادی کے لئے پہلے بیوی کی اجازت ضروری ہے، جبکہ یہ قانون سراسر قرآن وسنت کے خلاف ہے اس لئے کہ قرآن وسنت میں دوسری شادی کیلئے صرف استطاعت کی شرط ہے یعنی شوہر دوسری شادی کرنے کیلئے استطاعت رکھ سکتا ہو اور بیوی کا نان نفقہ بخوبی ادا کر سکتا ہو تو اس کو دوسری شادی کرنی چاہیے، قرآن میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً"﴾[6]

"ترجمہ: سو تم نکاح کروان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو، دو، تین تین، اور چار چار، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ برابری نہیں کر سکو گے تو ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے،، لیکن یہ اجازت بلا کسی قید اور شرط کے نہیں ہے بلکہ اس میں ایک شرط کے ساتھ اجازت دی گئی ہے اور وہ استطاعت ہے اور استطاعت سے مراد جسمانی بھی ہے اور مالی بھی، لہذا اگر کوئی شخص جسمانی اور مالی استطاعت رکھتا ہوں تو اس کیلئے ایک سے زیادہ شادی کرنا جائز ہے اور یہ قرآن کا حکم شروع سے لیکر تا قیامت رہے گا، لیکن حکومت وقت کا اس قانون بنانے کی وجہ سے قرآن کے اس حکم سے انحراف بھی لازم آتا ہے اور ساتھ ساتھ جنی بے راہ روی کا راستہ بھی کھولنا ہے اگر ایک شخص طاقت رکھ سکتا ہے تو اس کو مجبور کرنا کہ دوسری شادی نہ کرے یا اگر کرے تو پہلی سے اجازت لیں، یہ حکم صراصر قرآن وسنت کے خلاف ہے، ہاں

1۔ سورہ نساء: 5:3

یہ ایک الگ بات کہ اگر کوئی دوسری شادی کے بعد حقوق ادانہ کریں تو پھر اس کو سزادی جاسکتی ہے اور حکومت کو اس طرح قانون بناناچاہیے کہ جو نا انصافی کرے گا اسکو سزادی جائے گی تو اس طرح ناانصافی بھی ختم ہوگی اور دوسری شادی کا راستہ بھی کھل جائے گا۔
اسی طرح یہ بات مسلم ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود استطاعت کے بیویوں میں انصاف نہیں کرے گا تو اس کیلئے سخت وعید آئی ہے .
، کیونکہ ایسا شخص اللہ کے ہاں فالج زدہ حاضر ہوگا، لہذا دوسری شادی کی گنجائش اس وقت ہے جب دونوں میں انصاف کر سکتا ہو ورنہ دوسری شادی پر جائز نہیں۔

لہذا اگر کوئی شخص دوسری شادی کے لیے جسمانی اور مالی طاقت رکھتا ہوں اور دوسری شادی کے بعد دونوں بیویوں کے حقوق خوش اسلوبی سے برابری کے ساتھ ادا کر سکتا ہو تو اس کے لیے دوسری شادی کرنے کی شریعت اجازت دیتا ہے، ہاں اگر کوئی شخص دوسری شادی کے لیے مالی یا جسمانی طاقت نہیں رکھتا یا یہ اندیشہ ہو کہ دوسری شادی کے بعد بیویوں میں برابری نہ کر سکے گا تو پھر دوسری شادی کرنا جائز نہیں۔
لیکن حکومت نے مذکورہ قانون بلا کسی تفصیل کے بنایا ہے جس سے معاشرے میں شادیوں کا رجحان کم ہوتا جاتا ہے اور غیر شرعی کام میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جبکہ اس قانون کی بدولت بہت سارے گھرانے اجڑ چکے ہیں کیونکہ جب شوہر دوسری شادی کرتا ہے تو بیوی اس قانون کا حق استعمال کر کے شوہر کے خلاف دعوی دائر کرتی ہے اور جب شوہر کسی وجہ سے اپنی ضمانت وغیرہ کرا کر واپس آتا ہے تو پھر اس بیوی کو جس نے اس کے خلاف دعوی دائر کیا تھا اس کو یا تو طلاق دیتا ہے یا اس کو مختلف اذیتیں اور تکلیفیں دینا شروع کر دیتا ہے۔ لہذا اگر حکومت اس قانون پر نظر ثانی کرے اور دوسری شادی میں پہلے بیوی کی اجازت کی شرط کو ختم کرے اور باقی جو اس معاملہ میں شرعی قیود ہیں یعنی مالی، جسمانی، اور عدل وغیرہ ان کے اوپر عملدرآمد کو یقینی بنائیں تو امید ہے کہ طلاق اور خلع کی شرح میں ایک حد تک کمی واقع ہو جائیگی۔

زوجین کے درمیان مصالحت کی کوشش

حکومت طلاق اور خلع کی شرح میں کمی کیلئے ایک کردار اس طرح بھی ادا کر سکتا ہے کہ زوجین کے درمیان جب باہم اختلاف پیدا ہو جائے تو ان کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے، اب حکومت کس طرح مصالحت کی کوشش کریں۔۔؟ تو اس کیلئے وہ مختلف طریقہ کار استعمال کر سکتا ہے، عدالت کو بھی اس پر پابند بنا سکتا ہے کہ عدالت مین اس طرح کا کیس آنے کے بعد سب سے پہلے ان کو صلح وصفائی پر راضی کریں اور حتی الامکان اس بات کی کی کوشش کریں کہ مسئلہ افہام اور تفہیم کے ساتھ حل ہو جائے اور مزید آگے بہ بڑھے بلکہ ایک وکیل دوست کے مطابق اب کچھ عدالتوں مین اس پر عمل ہو رہا ہے کہ فریقین کو صلح پر راضی کیا جاتا ہے اور ان کا مسئلہ اسی وقت حل کیا جاتا ہے کیونکہ زوجین کے درمیان اختلاف عموماً جذبات پر مبنی ہوتا ہے اگر اخلاص کیساتھ ان کو سمجھایا جائے تو اسکا کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آجاتا ہے اور یونین کونسل کی سطح پر بھی یونین کونسل کو زوجین کے درمیان مصالحت کا اختیار دے سکتا ہے، تاکہ معاملہ آگے بڑھنے سے پہلے پہلے ختم ہو جائے۔
اسی طرح حکومت وقت تحصیل سطح پر بھی ایک کمیٹی اس طرح بنائے جو زوجین کے اختلاف کو اسی وقت حل کریں اور ان کو عدالت جانے سے روکا جائے، اس کمیٹی میں علاقے کے علماء کرام کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے، جو اس مسئلہ میں اچھی طریقہ سے رہنمائی کر سکتے ہیں۔

میڈیا کے ذریعہ حکومت کا کردار

حکومت کی ایک ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ میڈیا کو پابند کریں کہ وہ ایسے پروگرام نشر نہ کرے جس میں طلاق دینے کو رواج دیا جاتا ہو یا وہ میاں بیوی کے درمیان اختلافات اور جھگڑے کا سبب بنے اسی طرح بے پردہ خواتین کا میڈیا پر آنا بند کریں اور ایسے پروگراموں کو نشر کیا جائے جو زوجین کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرے، اور دو خاندانوں کو آپس میں ملائے، اسی طرح ہر ایسے ڈرامے اور کمرشل اشتہار سے پرہیز کرے جو معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دے، بلکہ عزت، حیاء اور محبت پر مبنی چیزیں ہی نشر کرنے دے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے کے طلاق اور خلع کے

اسباب پر غور کرنے کے بعد سب سے بنیادی وجہ میڈیا ہے اور اگر یہ میڈیا اس کو مثبت استعمال کریں تو معاشرے کی بنیاد مثبت رہے گی ورنہ معاشرے میں فساد پھیلے گا۔

لہذا میڈیا کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ معاشرے کے لئے مفید پروگرام ہی نشر کریں کیونکہ میڈیا کا مقصد صرف خبریں بیان کرنا نہیں ،بلکہ ایک مثبت معاشرے کی تشکیل مین اپنا کرادر ادا کرنا ہے۔

مختلف سیمنار اور لٹریچر

حکومت وقت طلاق اور خلع کے واقعات میں کمی کے سلسلے میں ایک کام یہ بھی کر سکتا ہے کہ زوجین کے درمیان الفت ومحبت اور زوجین کے باہمی حقوق پر وقتاً فوقتاً ملک کے مختلف حصوں میں مختلف سیمنار منعقد کرائے، جس سے معاشرے میں باہمی تعلق اور محبت عام ہو جائے،اسی طرح حکومت وقت کو مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے لٹریچر شائع کرائے اور بلا معاوضہ اس کو مساجد اور دیگر اداروں کے تعاون سے معاشرے میں تقسیم کرے،اس کے بھی بے حد مفید اثرات ہیں۔

خاتمہ:

شریعت مطہرہ نے طلاق اور خلع کو ضرورت کی بناپر مشروع کیا ہے تاکہ میاں بیوی کے حقوق کا تحفظ ہو اور ایک دوسرے کو تکلیف سے محفوظ رکھیں، لیکن ہمارے معاشرے چونکہ اس کو ایک کھیل بنادیا گیا ہے کہ باتوں باتوں میں طلاق دیدی جاتی ہے اور اسی طرح چھوٹی سے بات یا اختلاف پر بیوی خلع کا مطالبہ کرتی رہتی ہے، حالانکہ یہ طلاق اور خلع صرف دو لفظ نہیں بلکہ اس کے بعد دونوں خاندانوں کو مختلف انداز سے متاثر کرتا ہے،لہذا اس زیر مطالعہ مضمون میں ہم نے کوشش کی ہے کہ طلاق اور خلع کے ان واقعات کو کم کرنے میں ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے ؟اور معاشرے کے کتنے بھی افراد ہے خواہ وہ میاں بیوی ہو یا کوئی اور ان کا اس حوالے سے جو کردار ہے اس کو اجاگر کیا جائے اور آئندہ اس طرح کے واقعات کا سد باب ہو سکیں۔